عقائد مسلک حق اہلسنّت وجماعت سنّی حنفی بریلوی

عقائد متعلقہ ذات وصفات الٰہی:

عقیدہ: ارشاد باری تعالیٰ ہوا،تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اسکی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

(سورۃ الاخلاص، کنزالایمان از امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ)

عقیدہ: دوسری جگہ ارشاد ہوا، اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا (ہے)، اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں، وہ کون ہے جو اسکے یہاں سفارش کرے بے اسکے حکم کے، جانتا ہے جو کچھ اُنکے آگے ہے اور جو کچھ انکے پیچھے، اور وہ نہیں پاتے اسکے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے، اسکی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین، اور اسے بھاری نہیں انکی نگہبانی، اور وہی ہے بلند بڑائی والا"۔

(البقرۃ: ۲۵۵، کنزالایمان)

عقیدہ: اللہ تعالیٰ واجب الوجود یعنی اسکا وجود ضروری اور عدم محال ہے اسکو یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی نے پیدا نہیں کیا بلکہ اسی نے سب کو پیدا کیا ہے وہ اپنے آپ سے موجود ہے اور ازلی وابدی ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اسکی تمام صفات اسکی ذات کی طرح ازلی وابدی ہیں۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ سب کا خالق ومالک ہے، اسکا کوئی شریک نہیں۔ وہ جسے چاہے زندگی دے، جسے چاہے موت دے، جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں سب اسکے محتاج ہیں، وہ جو چاہے اور جیسا چاہے کرے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ سب اسکے قبضہ قدرت میں ہیں۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے مگر کوئی محال اسکی قدرت میں داخل نہیں۔ محال اسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہو سکے، مثال کے طور پر دوسرا خدا ہونا محال یعنی ناممکن ہے تو اگر یہ زیر قدرت ہو تو موجود ہو سکے گا اور محال نہ رہے گا جبکہ اس کو محال نہ ماننا وحدانیت الٰہی کا انکار ہے۔ اسی طرح اللہ عزوجل کا

فنا ہونا محال ہے اگر فنا ہونے پر قدرت مان لی جائے تو یہ ممکن ہوگا اور جسکا فنا ہونا ممکن ہو وہ خدا نہیں ہوسکتا۔ پس ثابت ہوا کہ محال وناممکن پر اللہ تعالیٰ کی قدرت ماننا اللہ عزوجل ہی کا انکار کرنا ہے۔

عقیدہ: تمام خوبیاں اور کمالات اللہ تعالیٰ کی ذات میں موجود ہیں اور ہر وہ بات جس میں عیب یا نقص یا نقصان یا کسی دوسرے کا حاجتمند ہونا لازم آئے اللہ عزوجل کے لیے محال وناممکن ہے جیسے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے اس مقدس پاک بے عیب ذات کو عیب والا بتانا درحقیقت اللہ تعالیٰ کا انکار کرنا ہے۔ خوب یاد رکھئے کہ ہر عیب اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے اور اللہ تعالیٰ ہر محال سے پاک ہے۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اس کی شان کے مطابق ہیں، بیشک وہ سنتا ہے، دیکھتا ہے، کلام کرتا ہے، ارادہ کرتا ہے، مگر وہ ہماری طرح دیکھنے کے لیے آنکھ، سننے کے لیے کان، کلام کرنے کے لیے زبان اور ارادہ کرنے کے لیے ذہن کا محتاج نہیں۔ کیونکہ یہ سب اجسام ہیں اور اللہ تعالیٰ اجسام اور زمان ومکان سے پاک ہے نیز اسکا کلام آواز والفاظ سے بھی پاک ہے۔

عقیدہ: قرآن وحدیث میں جہاں ایسے الفاظ آئے ہیں جو بظاہر جسم پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسے یَدْ، وجھــہ، استواء وغیرہ، انکے ظاہری معنی لینا گمراہی وبد مذہبی ہے۔ ایسے متشابہ الفاظ کی تاویل کی جاتی ہے کیونکہ انکا ظاہری معنی رب تعالیٰ کے حق میں محال ہے مثال کے طور پر یَدْ کی تاویل قدرت سے، وجھــہ کی ذات سے اور استواء کی غلبہ وتوجہ سے کی جاتی ہے بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ بلا ضرورت تاویل کرنے کی بجائے ان کے حق ہونے پر یقین رکھے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ یَدْ حق ہے۔ استوا حق ہے مگر اسکا ید مخلوق کا سا نہیں اور اسکا استواء مخلوق کا سا استوا نہیں۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے وہ جسے چاہے اپنے فضل سے ہدایت دے اور جسے چاہے اپنے عدل سے گمراہ کرے۔ یہ اعتقاد رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ عادل ہے کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا، کسی کو اطاعت یا معصیت کے لیے مجبور نہیں کرتا، کسی کو بغیر گناہ کے عذاب نہیں فرماتا اور نہ ہی کسی کا اجر ضائع کرتا ہے، وہ استطاعت سے زیادہ کسی کو آزمائش میں نہیں ڈالتا اور یہ اسکا فضل وکرم ہے کہ مسلمانوں کو جب کسی تکلیف ومصیبت میں مبتلا کرتا ہے اس پر بھی اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔

عقیدہ: اس کے ہر فعل میں کثیر حکمتیں ہوتی ہے خواہ وہ ہماری سمجھ میں آئیں یا نہیں۔ اس کی مشیت اور ارادے کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا مگر وہ نیکی سے خوش ہوتا ہے اور برائی سے ناراض۔ برے کام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا بے ادبی ہے اسلیے حکم ہوا، تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے ہو تیری اپنی طرف سے ہے۔ (النساء:۷۹) پس برا کام کر کے تقدیر یا مشیت الٰہی کی طرف منسوب کرنا بہت بُری بات ہے اس لیے اچھے کام کو اللہ عزوجل کے فضل و کرم کی طرف منسوب کرنا چاہیے اور بُرے کام کو شامتِ نفس سمجھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ وعید تبدیل نہیں ہوتے، اس نے اپنے کرم سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ کفر کے سوا ہر چھوٹے بڑے گناہ کو جسے چاہے معاف کردے گا، مسلمانوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور کفار کو اپنے عدل سے جہنم میں ڈالے گا۔

عقیدہ: بیشک اللہ تعالیٰ رازق ہے وہی ہر مخلوق کو رزق دیتا ہے حتیٰ کہ کسی کونے میں جالا بنا کر بیٹھی ہوئی مکڑی کے رزق اس کو ایسے تلاش کرتا ہے جیسے اسے موت ڈھونڈتی ہے۔ یعنی جب موت کا بر وقت آنا یقینی ہے، تو رزق کا ملنا بھی یقینی ہے۔ اللہ عزوجل جس کا رزق چاہے وسیع فرماتا ہے اور جس کا رزق چاہے تنگ کر دیتا ہے ایسا کرنے میں اس کی بیشمار حکمتیں ہیں، کبھی وہ رزق کی تنگی سے آزماتا ہے اور کبھی رزق کی فراوانی سے، پس بندے کو چاہئے کہ وہ حلال ذرائع اختیار کرے۔

مشکوٰۃ میں ہے کہ ”رزق میں دیر ہونا تمہیں اس پر مت اکسائے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے رزق حاصل کرنے لگو“۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے، ”اور جو ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے، اسکے لیے وہ نجات کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسکو گمان بھی نہیں ہوتا، اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے گا تو اس کے لیے وہ کافی ہے۔ (الطلاق:۳)

اللہ عزوجل کا علم ہر شے کو محیط ہے اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں، ہماری نیتیں اور خیالات بھی اس سے پوشیدہ نہیں، وہ سب کچھ ازل میں جانتا تھا اب بھی جانتا ہے اور ابد تک جانے گا، اشیاء بدلتی ہیں مگر اسکا علم نہیں بدلتا۔ ہر بھلائی اس نے اپنے ازلی علم کے مطابق تحریر فرما دی ہے جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اس نے لکھ لیا۔ یوں سمجھ لیجیے کہ جیسا ہم اپنے ارادے اور اختیار سے کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا یعنی اس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا ورنہ جزا و سزا کا فلسفہ

بے معنی ہو کر رہ جاتا، یہی عقیدہ تقدیر ہے۔

قضاو تقدیر کی تین قسمیں ہیں

۱) قضائے مبرم حقیقی: یہ لوح محفوظ میں تحریر ہے اور علم الٰہی میں کسی شے پر معلق نہیں، اسکا بدلنا ناممکن ہے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بھی اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرنے لگیں تو انہیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔

۲۔ قضائے معلق: اس کا صحف ملائکہ میں کسی شے پر معلق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے اس تک اکثر اولیاء اللہ کی رسائی ہوتی ہے۔ یہ تقدیر ان کی دعا سے یا اپنی دعا سے یا والدین کی خدمت اور بعض نیکیوں سے خیر و برکت کی طرف تبدیل ہو جاتی ہے اور اسی طرح گناہ و ظلم اور والدین کی نافرمانی وغیرہ سے نقصان کی طرف تبدیل ہو جاتی ہے۔

۳۔ قضائے مبرم غیر حقیقی: یہ صحف ملائکہ کے اعتبار سے مبرم ہے مگر علم الٰہی میں معلق ہے اس تک خاص اکابر کی رسائی ہوتی ہے نبی کریم ﷺ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ بعض مقرب اولیاء کی توجہ سے اور پر خلوص دعاؤں سے بھی یہ تبدیل ہو جاتی ہے۔ سرکار غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں۔ حدیث پاک میں اسی کے بارے میں ارشاد ہوا، بیشک دعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے۔

مثال کے طور پر فرشتوں کے صحیفوں میں زید کی عمر 60 برس تھی اس نے سرکشی و نافرمانی کی تو ۶۰ برس پہلے ہی اسکی موت کا حکم آ گیا۔

عقیدہ: قضاو قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آ سکتے اس لیے ان میں بحث اور زیادہ غور و فکر کرنا ہلاکت و گمراہی کا سبب ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے تو ہم اور آپ کس گنتی میں ہیں۔ بس اتنا سمجھ لیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پتھر کی طرح بے اختیار و مجبور نہیں پیدا کیا بلکہ اسے ایک طرح کا اختیار دیا ہے کہ اپنے بھلے برے اور نفع نقصان کو پہچان سکے اور اس کے لیے ہر قسم کے اسباب بھی مہیا کر دیے ہیں جب بندہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے اسی قسم کے اسباب اختیار کرتا ہے اسی بنا پر مؤاخذہ اور جزا و سزا ہے خلاصہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل

مقدر سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔

حقیقی ہدایت دینے والا اللہ تعالیٰ ہے حبیب کبریا ﷺ وسیلہ ہیں چنانچہ ارشاد ہوا: "اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو"۔ (الشوریٰ ۵۲) شفا دینے والا وہی ہے مگر اسکی عطا سے قرآنی آیات اور دواؤں میں بھی شفا ہے ارشاد ہوا: "اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے"۔ (بنی اسرائیل: ۸۲) شہد کے بارے میں فرمایا گیا "اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے"۔ (النحل ۶۹)

بیشک اللہ تعالیٰ ہی اولاد دینے والا ہے مگر اسکی عطا سے مقرب بندے بھی اولاد دیتے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام سے فرمایا: "میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں"۔ (مریم: ۱۹، کنزالایمان) اللہ عزوجل ہی موت اور زندگی دینے والا ہے مگر اس کے حکم سے یہ کام مقرب بندے کرتے ہیں ارشاد ہوا: "تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے"۔ (السجدہ: ۱۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے: "میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے" (آل عمران: ۴۹) سورۃ النازعات کی ابتدائی آیات میں فرشتوں کا تصرف و اختیار بیان فرمایا گیا۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کی بعض صفات بندوں کے لیے صراحۃً بیان ہوئی ہیں جیسے سورۃ الدھر آیت ۲ میں حضور اکرم ﷺ کو شہید فرمایا گیا سورۃ التوبہ آیت ۱۲۸ میں حضور علیہ السلام کا "رؤف و رحیم" ہونا بیان فرمایا گیا اسی طرح حیات، علم، کلام، ارادہ وغیرہ متعدد صفات بندوں کے لیے بیان ہوئی ہیں۔ اس بارے میں یہ حقیقت ذہن نشین رہے کہ جب کوئی صفت اللہ تعالیٰ کے لیے بیان ہوگی تو وہ ذاتی، واجب، ازلی، ابدی، لامحدود اور شان خالقیت کے لائق ہوگی اور جب کسی مخلوق کے لیے ثابت ہوگی تو عطائی، ممکن، حادث، عارضی، محدود اور شان مخلوقیت کے لائق ہوگی پس جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کسی اور ذات کے مشابہ نہیں اسی طرح اس کی صفات بھی مخلوق کی صفات کے مماثل نہیں۔

استعانت کی دو قسمیں ہیں حقیقی اور مجازی۔ استعانت حقیقی یہ ہے کہ کسی کو قادر بالذات،

مالک مستقل اور حقیقی مددگار سمجھ کر اس سے مدد مانگی جائے یعنی اسکے بارے میں یہ عقیدہ ہو کہ وہ عطائے الٰہی کے بغیر خود اپنی ذات سے مدد کرنے کی قدرت رکھتا ہے غیر خدا کے لیے ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے اور کوئی مسلمان بھی انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام کے متعلق ایسا عقیدہ نہیں رکھتا۔

استعانت مجازی یہ ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا مظہر، حصول فیض کا ذریعہ اور قضائے حاجات کا وسیلہ جان کر اس سے مدد مانگی جائے اور یہ قطعاً حق ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی کو مددگار بنانے کی دعا کی جو قبول ہوئی۔ (طٰہٰ: ۳۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے مدد مانگی۔ (آل عمران: ۵۲) ایمان والوں کو صبر اور نماز سے مدد مانگنے کا حکم دیا گیا۔ (البقرہ: ۱۵۳)

عقائد اہلسنت متعلقہ رسولِ اعظم ﷺ:

نورِ مصطفیٰ ﷺ:

القرآن: قد جآء کم من اللہ نورٌ و کتبٌ مبین ۝

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور ایک روشن کتاب۔

(سورۂ مائدہ۔ پارہ نمبر ۶۔ آیت نمبر ۱۵)

مفسر اسلام حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت میں نور سے مراد حضور ﷺ ہیں اور کتبٌ مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

عقیدہ: اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ نوری بشر ہیں حضور ﷺ کی نورانیت پر بھی ایمان رکھا جائے اور حضور ﷺ کی بشریت پر بھی رکھا جائے ورنہ قرآنی آیت کا انکار ہوگا حضور ﷺ سراپا نور ہو کر بشری لبادے میں اس لئے تشریف لائے کہ بندوں کو جہالت کے اندھیرے سے نکال کر نور کی طرف لایا جائے یہی عقیدہ صحابیِ رسول حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ہے۔

علم غیب رسول ﷺ:

القرآن: وما ھو علی الغیب بضنین۔

ترجمہ: یہ نبی ﷺ غیب کی خبریں بتانے میں بخیل نہیں۔ (پارہ 30 آیت نمبر 24 سورہ)

القرآن: علمُ الغیب فلا یُظھِرُ علیٰ غیبہٖ احداً ہ الا من ارتضیٰ من رّسول فانہٗ یسلُکُ من بین یدیہ و من خلفہٖ رصدًا (سورۂ جن آیت 26/27، پارہ 29)

ترجمہ: غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ ان کے آگے پیچھے پہرہ مقرر رہے۔

عقیدہ: اہلسنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ سرکار اعظم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے جو کہ عطائی ہے اس لئے حضور ﷺ نے قیامت تک کے سارے حالات اپنی زبان سے بتادیئے۔

حاضر وناظر رسول ﷺ:

القرآن: النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم ہ

ترجمہ: نبی ﷺ مومنوں کی جان سے زیادہ قریب ہیں۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر 6)

القرآن: واعلموا ان فیکم رسول اللہ ہ

ترجمہ: اور جان لو تم میں اللہ کے رسول ہیں۔ (سورۂ حجرات آیت نمبر ۷)

القرآن: انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا ہ

ترجمہ: ہم نے تمہیں حاضر وناظر، خوشخبری دیتا اور ڈرسنا تا بھیجا۔ (سورۂ فتح آیت نمبر ۸)

عقیدہ: ہم اہلسنت وجماعت کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضور ادھر بھی ہیں، اُدھر بھی ہیں یہاں بھی ہیں وہاں بھی ہیں، بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اپنی روحانی طاقت سے اس دنیا کو بعد وصال بھی ایسے دیکھتے ہیں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی میں رائی کے دانے کو دیکھتے ہیں ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی عطا سے چاہیں تو اپنے غلاموں کی رہنمائی کیلئے پہنچتے ہیں۔

عصمت انبیاء علیہم السلام:

القرآن: ان عبادی لیس لک علیھم سلطٰن ہ

ترجمہ: اے ابلیس میرے خاص بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں۔ (سورۂ بنی اسرائیل، آیت نمبر 65، پارہ 15)

القرآن: ولاغوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین ہ

ترجمہ: کہ اے مولیٰ (جل جلالہ) ان سب کو گمراہ کرونگا سوا تیرے خاص بندوں کے۔

عقیدہ: اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں تک شیطان کی پہنچ نہیں کہ انہیں گمراہ کر سکے شیطان تو انبیاء کرام کو معصوم مان کر ان کے بہکانے سے اپنی معذوری ظاہر کرے مگر اس زمانے کے نام نہاد مسلمان انبیاء کرام علیہم السلام کو مجرم کہتے ہیں یقیناً وہ مردود شیطان سے بھی بدتر ہیں۔

سرکار اعظم ﷺ کے امّی ہونے کا کیا عقیدہ ہے:

القرآن: الرحمن ○ علم القرآن ○ خلق الا نسان علمه البيان ○

ترجمہ: رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ما کان و ما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔

القرآن: وانزل الله عليک الكتب والحكمة وعلمک مالم تكن تعلم ○

ترجمہ: اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو تم نہ جانتے تھے۔

(سورۃ النساء، پارہ 5، آیت نمبر 113)

عقیدہ: اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ سرکار اعظم ﷺ کے امّی لقب کا معنیٰ یہ ہے کہ "نہ پڑھا" کسی سے نہ پڑھا صرف اللہ تعالیٰ سے پڑھا اوپر والی قرآن مجید کی دونوں آیات سے واضح ثبوت ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو سارے علوم سکھا دیئے پھر وہ لکھنے کا کونسا علم ہو سکتا ہے جو سرکار اعظم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نہ سکھایا ہو۔

سرکار اعظم ﷺ نے ایامِ علالت میں قلم و دوات منگوایا اس کے علاوہ بادشاہوں کو خطوط لکھے اپنے دستخط بھی فرمائے۔

والدین رسول ﷺ کا مسلمان ہونا:

القرآن: ربنا وابعث فيهم رسولا ○

ترجمہ: (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی) خدایا اسی امّت مسلمہ میں آخری رسول بھیج۔

القرآن: وتقلبک فی السجدین ○

ترجمہ: ہم تمہارا نور پاک سجدہ کرنے والوں میں گردش کرتا دیکھ رہے ہیں۔

عقیدہ: اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ سرکار اعظم ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے لیکر جن جن پشتوں سے منتقل ہو کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں چمکے وہ تمام کے تمام مومن، موحد اور جنتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب شمول الاسلام اور حضرت پیر کرم شاہ الازہری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ضیاء النبی میں دس محدثین کے نام تحریر کیے ہیں جنہوں نے والدین رسول ﷺ کے مسلمان ہونے پر کتابیں لکھی ہیں لہٰذا والدین رسول ﷺ پر کفر کا فتویٰ لگانے والے خود کافر ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا مسلمان ہونا:

القرآن: ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب ○

ترجمہ: (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی) اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب ہوگا۔ (سورۂ ابراہیم، پارہ ۱۳، آیت نمبر ۴۱)

عقیدہ: اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تارخ مومن، موحد اور جنتی تھے آزر بت پرست آپ کا چچا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد کی مغفرت کے لئے دعا کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ مسلمان تھے کیونکہ کافر کے لئے مغفرت کی دعا نہیں کی جاتی۔

غیر اللہ کو لفظ ''یا'' کیساتھ پکارنا:

القرآن: یا ایھا النبیُّ ترجمہ: اے غیب بتانے والے (نبی ﷺ)

القرآن: یا ایھا المزمّل ترجمہ: اے جھرمٹ مارنے والے۔

القرآن: قل یا عبادی الذین اسر فوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ط

ترجمہ: تم فرماؤ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

(سورۃ زمر، پارہ 24، آیت 53)

عقیدہ: اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ یارسول اللہ ﷺ، یاعلی اور یاغوث اعظم کہنا جائز ہے۔ قرآن مجید کی تینوں آیتوں میں غیر اللہ کے لئے لفظ "یا" استعمال کیا گیا ہے اگر غیر اللہ کو "یا" کہہ کر پکارنا غلط ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں کبھی اس کا حکم نہ دیتا۔

غیر اللہ سے مدد مانگنا:

القرآن: فان اللّٰہ ھو مولیہ و جبریل و صالح المومنین والملئکۃ بعد ذلک ظھیر O

ترجمہ: بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد کرتے ہیں۔ (سورۃ تحریم آیت 4، پارہ 28)

القرآن: انما ولیکم اللّٰہ و رسولہ والذین امنوا O

ترجمہ: تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔ (سورۃ مائدہ آیت نمبر 55، پارہ 6)

عقیدہ: اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے مدد فرماتے ہیں کہ ان کو مدد کیلئے پکارنا قرآن سے ثابت ہے قرآن مجید نے انہیں مومنوں کا مددگار فرمایا ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر "فتح العزیز" میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر جان کر مدد مانگنا در حقیقت اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگنا ہے۔

وسیلہ پکڑنا:

القرآن: وابتغوا الیہ الوسیلۃ O

ترجمہ: اور اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (سورۃ مائدہ آیت 35)

القرآن ترجمہ: بنی اسرائیل سے ان کے نبی نے فرمایا کہ طالوت کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک تابوت آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھائے ہوں گے اس کو فرشتے۔

(سورۃ بقرہ، پارہ 2، آیت نمبر 24)

عقیدہ: اس آیت کی تفسیر خازن تفسیر روح البیان تفسیر مدارک اور جلالین شریف وغیرہ میں لکھا ہے کہ تابوت ایک شمشادی لکڑی کا صندوق تھا جس میں انبیاء کرام کی تصاویر (یہ تصاویر کسی انسان نے نہ بنائی تھیں) ان کے مکانات کے نقشے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا وغیرہ تبرکات تھے۔ بنی اسرائیل جب دشمن سے جنگ کرتے تو برکت کے لئے اس کو سامنے رکھتے تھے جب دعا کرتے تو برکت کیلئے اس کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے۔ لہذا وسیلہ پکڑنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ یہی اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے۔

بزرگانِ دین کے تبرکات کے برکات:

القرآن: ترجمہ: بنی اسرائیل سے ان کے نبی نے فرمایا کہ طالوت کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک تابوت آئیگا۔ جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھائے ہوں گے اس کو فرشتے۔

(سورۂ بقرہ آیت نمبر 248، پارہ 2)

عقیدہ: اس آیت کی تفسیر میں تفسیر خازن، روح البیان، مدارک وغیرہ میں لکھا ہے کہ تابوت ایک شمشادی لکڑی کا صندوق تھا جس میں انبیاء کرام علیہم السلام کی تصاویر (یہ تصاویر کسی انسان نے نہیں بنائی تھیں بلکہ قدرتی تھیں) ان کے مکانات کے نقشے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا وغیرہ تبرکات تھے۔ بنی اسرائیل جب دعا کرتے تو برکت کیلئے اس کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ نیک بندوں کے تبرکات میں برکتیں ہی برکتیں ہیں۔

القرآن: ارکض برجلک۔ ھذا مغتسل بارد و شراب ○

ترجمہ: گویا حضرت ایوب علیہ السلام کے پاؤں سے جو پانی پیدا ہوا وہ شفا تھا۔

سورۂ یوسف میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے لگایا تو ان کی ظاہری آنکھیں روشن ہوگئیں۔ معلوم ہوا کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے نسبت ہو جائے تو وہ بابرکت ہو جاتی ہے۔

القرآن: وذكر هم بايام الله ط

ترجمہ: اور انہیں اللہ تعالیٰ کے دن یاد دلاؤ۔ (سورۂ ابراہیم آیت نمبر 5، پارہ 13)

عقیدہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ دن یاد دلاؤ جن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نعمتیں اتاریں۔ جیسے غرق فرعون، من وسلویٰ کا نزول وغیرہا۔ معلوم ہوا کہ جن دنوں میں اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو نعمت دے ان کی یادگار منانے کا حکم ہے۔

دن مقرر کر کے ایام اس لئے منائے جاتے ہیں تاکہ لوگ مقررہ وقت دن اور تاریخ میں فلاں جگہ جمع ہو جائیں اس کے علاوہ دن مقرر کرنے کا کوئی مطلب نہیں۔

ہر جگہ ہر وقت درود وسلام پڑھنا چاہئے:

القرآن: ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (سورۂ احزاب آیت نمبر 52، پارہ 22)

مفسرین نے اس آیت کو دلیل بناتے ہوئے فرمایا کہ درود وسلام ہر وقت پڑھا جائے اس میں وقت کی قید نہیں ہے لہذا ہر وقت درود وسلام پڑھا جائے اذان سے پہلے، اذان کے بعد نماز سے پہلے نماز کے بعد، چلتے پھرتے ہر وقت پڑھا جائے۔

حدیث: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے روایت کی ہے کہ مدینے میں میرا گھر سب سے بلند تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے پہلے دعائیہ کلمات کہہ کر اذان دیتے۔ اے اللہ تحقیق میں تیری حمد کرتا ہوں اس بات پر تجھ سے مدد چاہتا ہوں کہ اہل قریش تیرے دین کو قائم کریں۔ (بحوالہ ابوداؤد جلد اول ص 84)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے پہلے قریش کیلئے دعا کرتے تھے اور ہم حضور ﷺ پر درود وسلام پڑھتے ہیں اگر اذان سے پہلے کچھ پڑھنا اذان کو بڑھانا اور بدعت ہوتا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہرگز ادا نہ کرتے۔ معلوم ہوا کہ اذان سے پہلے کا ذکر درود کرنا بدعت نہیں بلکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔

اذان میں اور اذان کے علاوہ انگوٹھے چومنا:

حدیث شریف: حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اذان دیتے ہوئے جب اشھد ان محمداً پر پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا یہ دیکھ کر سرکار ﷺ نے فرمایا جو میرے صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح کرے تو میں (ﷺ) کل قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔ (بحوالہ موضوعات کبیر، مقاصد حسنہ ص 384)

اُمت کے امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف نہیں ہے۔ فقہ حنفی کی معتبر کتب شرح وقایہ، ردالمختار شرح درمختار، طحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہ میں انگوٹھے چومنے کو جائز و مستحب لکھا ہے۔

میلاد النبی ﷺ منانا:

القرآن: قل بفضل اللہ وبرحمته فبذ لک فلیفرحوا، ھو خیر مما یجمعون O

(سورہ یونس آیت نمبر 58، پارہ 11)

ترجمہ: فرما دیجئے یہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے اس پر خوشی منائیں وہ انکے دھن دولت سے بہتر ہے۔

تنبیہ: معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ رحمت پر خوشی مناؤ تو اے مسلمانو! جو وما ارسلنک الا رحمة للعالمین یعنی سارے عالمین کیلئے رحمت ہیں ان کی آمد کے دن جشن ولادت پر کیوں خوشی نہ منائی جائے۔

قرآن (ترجمہ): (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی) ہم پر آسمان سے خوان نعمت اتار وہ ہمارے لئے عید ہو جائے اگلوں اور پچھلوں کی۔ (سورۂ مائدہ آیت نمبر 114، پارہ 6)

تنبیہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ خوان نعمت اترنے والا دن عید ہو تو جس دن نعمتوں کے سردار ﷺ اس دنیائے فانی میں تشریف لائیں وہ دن بھی عید ہوا۔

میلاد کے اصطلاحی معنی حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کی خوشی میں آپ ﷺ کے معجزات،

کمالات بیان کرنا۔ حدیث شریف کی مشہور کتاب مشکوٰۃ شریف میں صاحب مشکوٰۃ رضی اللہ عنہ نے ایک باب باندھا جسکا نام باب میلاد النبی ﷺ رکھا۔

عرب شریف میں آپ جائیں تو وہاں کے اسلامی کیلنڈر میں ماہ ربیع الاول کے مہینے پر لکھا ہوا ہے "میلادی" یہ اب بھی موجود ہے آپ دیکھ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تذکرہ میلاد بیان فرما کر میلاد منایا۔ سرکار اعظم ﷺ نے ہر پیر کو روزہ رکھ کر میلاد منایا۔ اولیاء کرام میں امام شامی، محدث ابن جوزی، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی میلاد منایا اور ان کی کتب میں بھی ثبوت موجود ہیں۔

حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان قرآن مجید پڑھتے تھے مگر بغیر اعراب کا قرآن مجید بالکل سادہ ہوتے تھے آجکل عمدہ سے عمدہ چھپائی ہوتی ہے، اُس وقت مسجدیں بالکل سادہ اور بغیر محراب کی ہوتی تھیں مگر آج عالیشان اور محراب والی ہوتی ہیں، اُس وقت ہاتھوں کی انگلیوں پر ذکر اللہ ہوتا تھا، آجکل خوبصورت تسبیحوں کو استعمال کیا جاتا ہے الغرض کہ اسی طرح میلاد میں بھی آہستہ آہستہ رنگ آمیزیاں کر کے اسکو عالیشان کر کے منایا گیا، جب وہ سب کام بدعت نہیں ہیں تو پھر میلاد منانا کیسے بدعت ہو سکتا ہے۔

مزارات پر حاضری:

القرآن: سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی برکنا حولہ لنریہ من ایتنا ○

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 1)

مفسرین نے الذی برکنا حولہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مسجد اقصیٰ کے اردگرد برکتوں سے مراد مزارات انبیاء علیہم السلام ہیں۔

اشرفعلی تھانوی صاحب نے اپنی تفسیر میں الذی بر کنا حولہ (الآیۃ) کے تحت مسجد اقصیٰ کے اردگرد برکتوں سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات بتایا ہے۔ یعنی ان کے مزارات کا بابرکت ہونا قرآن سے ثابت ہے۔

حضور ﷺ ان کے مزارات پر بھی گئے یعنی اللہ تعالیٰ انہیں لے گیا اس سے معلوم ہوا کہ مزارات پر جانا اور ان کا بابرکت ہونا قرآن سے ثابت ہے اس کے علاوہ حضرت ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ والی روایت جسے مقدمۂ شامی جلد اول میں بیان کیا گیا ہے جس میں ہے کہ حضور ﷺ شہداء کے مزارات پر جایا کرتے تھے اسی مقدمہ شامی میں یہ بات بھی موجود ہے کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے دُعا فرماتے تھے۔

معلوم ہوا کہ مزارات پر حاضری دینا اور اس کے برکات قرآن وسنت سے ثابت ہیں۔

بدمذہبوں کے دلائل کے جواب:

القرآن: (ترجمہ) اور ان سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجے جو قیامت تک اسکی نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں اور جب لوگوں کا حشر ہوگا وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان سے منکر ہو جائیں گے۔ (سورۂ احقاف، پارہ ۲۶، آیت نمبر ۵، ۶)

بدمذہب اس آیت کو اہل اللہ کے چاہنے والوں پر چسپاں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اولیاء اللہ قیامت کے دن ماننے والوں کے دشمن بن جائیں گے۔

حالانکہ اس آیت میں بت پرستوں کا ذکر ہے مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ بتوں کو کہا گیا ہے کیونکہ وہ جماد اور بے جان ہیں قیامت کے دن بت اپنے پجاریوں سے کہیں گے جو ان کی عبادت کرتے تھے ہم نے ان کو عبادت کی دعوت نہیں دی اور حقیقتاً یہ اپنی خواہشوں کے پرستار تھے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

القرآن: (ترجمہ) ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے اور وہ جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنا لئے کہتے

ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بات کیلئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے نزدیک کردیں اللہ ان پر فیصلہ کر دیگا۔ (سورۃ الزمر، پارہ ۲۳، آیت نمبر ۳ کا کچھ حصہ)

اس آیت کے متعلق مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں معبود اور والی سے مراد بت پرست ہیں۔

الحمدللہ ہم اہلسنت و جماعت اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جان کر صرف اور صرف ان سے فیض حاصل کرنے کے لئے ان کی محبت میں ان کے مزارات پر حاضری دیتے ہیں ان کے دربار میں حاضر ہو کر ان کی پوجا نہیں کرتے بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ جان کر جاتے ہیں یہ کہنا کہ ہم خدا جان کر ان کے پاس جاتے ہیں یہ سراسر الزام ہے اور مسلمانوں کے فعل کو بت پرستوں سے ملانا جاہلوں کا طریقہ ہے۔

مزارات پر گنبد اور عمارت بنانا قرآن مجید سے ثابت ہے

القرآن: اذیتنازعون بینھم امر ھم فقالوا ابنوا علیھم بنیانا ط ربھم اعلم بھم ط قال الذین غلبوا علی امرھم لنتخذن علیھم مسجداo

ترجمہ: جب وہ لوگ ان کے معاملہ میں باہم جھگڑنے لگے تو بولے ان کے غار پر کوئی عمارت بناؤ ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے۔ (سورۂ کہف، پارہ ۱۵، آیت نمبر ۲۱ کا کچھ حصہ)

مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ اصحاب کہف کا ہے حکم ہوا کہ ان کی وفات کے بعد ان کے گرد عمارت بنائیں ہیں جس میں مسلمان نماز پڑھیں اور ان کے قرب سے برکت حاصل کریں (مدارک)۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے قریب مسجد بنانا اہل ایمان کا قدیم ترین طریقہ ہے قرآن مجید میں اس کا ذکر فرمانا اور اسکو منع نہ کرنا اس فعل کے درست ہونے کی قوی دلیل ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے قرب میں برکت حاصل ہوتی ہے اسی لئے اہل اللہ کے

مزارات پر لوگ حصول برکت کے لئے جایا کرتے ہیں اور اسی لئے قبروں کی زیارت سنت اور موجب ثواب ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے اس آیت میں بنیانا کی تفسیر میں فرمایا کہ دیوار سے کہ از چشم مردم پوشیدہ شوند یعنی لا یعلم احد تربتھم وتکون محفوظة من تطرق الناس کما حفظت تربت رسول الله ﷺ بالحظیرة یعنی انہوں نے کہا کہ اصحاب کہف پر ایک دیوار بناؤ جو ان کو گھیرے اور ان کے مزارات لوگوں کے جانے سے محفوظ ہو جائیں جیسے کہ حضور ﷺ کی قبر شریف چار دیواری سے گھیر دی گئی ہے مگر یہ بات نامنظور ہوئی تب مسجد بنائی گئی۔

روح البیان جلد تیسری پارہ 1 زیر آیت: انما یعمر مسجد الله من امن بالله میں ہے کہ علماء اور اولیاء صالحین کی قبروں پر عمارات بنانا جائز ہے جبکہ اس سے مقصود لوگوں کی نگاہوں میں عظمت پیدا کرنا ہوتا ہے کہ لوگ اس قبر والے کو حقیر نہ جانیں۔

نجدی حدیث لاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ تصویر کو مٹا دو اور اونچی قبر کو برابر کر دو؟

جن قبروں کو گرا دینے کا حکم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا گیا وہ کفار کی قبریں تھیں مسلمانوں کی قبریں نہ تھیں کیونکہ ہر صحابی رضی اللہ عنہ کے دفن میں حضور ﷺ شرکت فرماتے تھے نیز صحابہ کرام علیہم الرضوان کوئی کام حضور ﷺ کے مشورے کے بغیر نہ کرتے تھے لہٰذا اس وقت جس قدر مسلمانوں کی قبریں بنیں وہ یا تو حضور ﷺ کی موجودگی میں یا آپ ﷺ کی اجازت سے تو وہ کون سے مسلمان کی قبریں تھیں جو کہ ناجائز بن گئیں اور ان کو مٹانا پڑا ہاں عیسائیوں کی قبریں اونچی ہوتی تھیں۔ جنہیں مٹانے کا حکم سرکار ﷺ نے دیا۔

نذر و نیاز کی کیا حقیقت ہے؟:

القرآن: حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر الله به.

ترجمہ: تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر اللہ کا نام پکارا گیا۔

(سورۂ مائدہ، پارہ ۶، آیت نمبر ۳)

القرآن: انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللّٰہ بہ ○

ترجمہ: تم پر یہی حرام کیا ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا۔ (سورۂ نحل، پارہ ۱۴، آیت نمبر ۱۱۵)

عقیدہ: اہلسنت کے نزدیک معنی یہ ہیں کہ بوقت ذبح کسی جانور پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے جیسا کہ معتبر تفاسیر میں ہے بیضاوی، مدارک، ابن عباس، خازن وغیرہ ان تمام کا خلاصہ یہ ہے کہ بوقت ذبح کسی غیر کا نام جانور پر پکارا تو وہ حرام ہے ورنہ حرام نہیں بلکہ حلال ہے جیسا کہ آجکل اولیاء کی روح کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے یہ صحیح ہے۔

اب ہمارے مؤقف کی تائید میں معتبر تفاسیر کے حوالے ملاحظہ ہوں۔

1) تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ہے:

وما اہل بہ لغیر اللّٰہ ای ذبح لغیر اسم اللّٰہ عند الاصنام ○

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ کے نام کے بغیر بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

2) تفسیر جلالین میں ہے:

ترجمہ: ذبح کرتے وقت جس غیر خدا کا نام لیں وہ بھی حرام ہے اور اہلال کے معنی پکارنے یا نام لینے کے ہیں جب کفار ذبح کرتے وقت اپنے بتوں کے نام لے کر ذبح کرتے تھے، چیخ چلاتے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی کہ جس کے ذبح کرتے وقت بتوں کا نام لیا جائے وہ حرام ہے۔

ان تمام تفاسیر سے ثابت ہوا کہ بوقت ذبح جس جانور پر غیر اللہ کا نام ذکر کیا جائے اس کا کھانا حرام ہے مشرکین عرب بتوں کی قربانی کے جانور پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیتے تھے اور جس جانور پر ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ حلال ہے اگرچہ عمر بھر اس کو غیر اللہ کے نام سے پکارا ہو مثلاً یہ کہا زید کی گائے، عبدالرحمن کا بکرا، عقیقے کا بکرا، مگر بوقت ذبح بسم اللہ اللہ اکبر کہا گیا تو وہ جانور حلال ہے۔

ہندوؤں کا بت پر چڑھاوے چڑھانا:

ہندوؤں نے بتوں کے الگ الگ نام رکھے ہوئے ہیں وہ مندر پر جاکر بتوں کا نام لیکر جانوروں اور دیگر چیزوں کی بلی چڑھاتے ہیں جو کہ حرام ہے۔

مسلمانوں کا نذر و نیاز کرنا:

مسلمان اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق حقیقی مانتے ہیں اولیاء کرام کو مراتب اور القاب اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں نذر و نیاز اولیاء اللہ کے ایصال ثواب کے لئے ہوتی ہے مسلمان جانور کو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں پھر اس کا ثواب اولیاء اللہ کو ایصال کرتے ہیں۔

حدیث شریف: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار اعظم ﷺ نے عیدالاضحیٰ پر ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا یہ قربانی میری اور میری اُمت کے ان اشخاص کی طرف سے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔ (بحوالہ ابوداؤد، کتاب الاضاحی)

جس طرح سرکار اعظم ﷺ جانور ذبح کر کے اُمت کو ثواب دیتے تھے ہم اسی طرح جانور ذبح کر کے اولیاء اللہ کو ثواب ایصال کرتے ہیں جو کہ جائز ہے۔

ولایت کی حقیقت قرآن مجید سے

القرآن: الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون ٥ الذین امنوا و کانوا یتقون ٥ لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ٥

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

(سورۂ یونس، پارہ ۱۱، آیت نمبر ۶۲، ۶۳، ۶۴)

اس آیت میں تمام اولیاء اللہ جو قیامت تک آئیں گے ان سب کی ولایت کا تذکرہ موجود ہے ولایت قرآن کی صریح آیت سے ثابت ہے لہٰذا اس کا انکار قرآن کا انکار ہے جو کفر ہے۔

عقیدہ: اس آیت میں ولایت کے علاوہ اولیاء اللہ کو دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی کے لئے

خوشخبری بھی دی۔ تمام اولیا اللہ مثلاً غوث اعظم، حضرت خواجہ اجمیری، حضرت داتا گنج بخش وغیرہ جب اپنی ظاہری زندگی میں تھے جب بھی لوگ انہیں اللہ تعالیٰ کا ولی مانتے تھے اور اب وصال کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں دنیا انہیں ولی اللہ کہہ کر آج بھی یاد کرتی ہے۔

معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا ولی بناتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں بھی ڈال دیتا ہے کہ ان سے محبت کرو۔

خاصان خدا کا اپنے رب تعالیٰ کی عطا سے مردوں کو زندہ کرنا:

قرآن سے ثبوت:

القرآن: انی قد جئتکم بایۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللّٰہ وابریٔ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللّٰہ ○

ترجمہ: میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ (سورۂ آل عمران، پارہ ۳، آیت نمبر ۴۹)

عقیدہ: اس آیت میں واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عطا سے شفا دیتے ہیں اور مردوں کو زندہ بھی کرتے ہیں۔

القرآن: و اذ قال موسی لفتہ لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا ○ فلما بلغا مجمع بینھما نسیا حوتھما فاتخذ سبیلہ فی البحر سربا ○ فلما جاوزا قال لفتہ اتنا غدائنا لقد لقینا من سفرنا ھذا نصبا ○ قال ارئیت اذ اوینا الی الصخرۃ فانی نسیت الحوت وما انسنیہ الا الشیطن ان اذکرہ واتخذ سبیلہ فی البحر عجبا ○ قال ذلک ما کنا نبغ فارتدا علی اثارھما قصصا ○ فوجدا عبدا من عبادنا اتینہ رحمۃ من عندنا و علمنہ من لدنا علما ○

ترجمہ: اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں (مدتوں تک) چلا جاؤں گا پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے اپنی مچھلی بھول گئے اور اس نے سمندر میں ایک راہ لی سرنگ بناتی پھر جب وہاں سے گزر گئے موسیٰ نے کہا ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بیشک ہمیں اپنے سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا بولا بھلا دیکھئے تو جب ہم نے اس چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو بے شک میں مچھلی بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اسکا ذکر کروں اور اس نے تو سمندر میں اپنی راہ لی اچنبھا ہے موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔ (سورۃ الکہف، پارہ ۱۵، آیت نمبر ۶۰ تا ۶۵)

عقیدہ: مفسرین اس آیت کی تفسیر میں مکمل واقعہ یوں بیان کرتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم جس کا نام یوشع بن نون ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت وصحبت میں رہتے تھے اور آپ سے علم اخذ کرتے تھے اور آپ کے بعد آپکے ولی عہد ہیں۔ بحر فارس و بحر روم جانب مشرق میں اور مجمع البحرین وہ مقام ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا وعدہ کیا گیا تھا اس لئے آپ نے وہاں پہنچنے کا عزم کیا اور فرمایا کہ میں اپنی کوشش جاری رکھوں گا جب تک کہ وہاں نہ پہنچوں پھر یہ حضرات روٹی اور نمکین بھنی مچھلی زنبیل میں توشہ کے طور پر لیکر روانہ ہوئے۔ ایک جگہ پتھر کی چٹان تھی اور چشمہ حیات تھا وہاں دونوں حضرات نے آرام کیا اور مصروف خواب ہو گئے بھنی ہوئی مچھلی زنبیل میں زندہ ہو گئی جس کو پکا کر لائے تھے زندہ ہو کر دریا میں گر گئی۔ اس پر سے پانی کا بہاؤ رک گیا اور محراب سی بن گئی۔ حضرت یوشع بن نون کو بیدار ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کا ذکر کرنا یاد نہ رہا اور چلتے رہے یہاں تک کہ دوسرے روز کھانے کا وقت آیا۔ یہ بات جب تک مجمع البحرین پہنچے تھے پیش نہ آئی تو منزل مقصود سے آگے پہنچ کر تکان اور بھوک معلوم ہوئی اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ مچھلی یاد کریں اور اس کی طلب میں منزل مقصود کی طرف واپس ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرمانے پر خادم نے معذرت کی مچھلی کا جانا ہی تو ہمارے حصول

مقصود کی علامت ہے جس کی طلب میں ہم چلے ہیں ان کی ملاقات وہیں ہوئی جو چادر اوڑھے آرام فرما تھے وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

دلیل: حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں یا ولی۔ اس واقعہ کو مفسرین بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس جگہ خضر جلوہ افروز تھے اسی جگہ اس مچھلی کو حیات مل گئی پھر جب اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ اپنی زبان سے یہ کہہ دے کہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا تو مردہ انسان میں حیات کیسے نہ آجائے۔ الغرض کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کی عطا سے مردوں کو زندہ کر دیتے ہیں انہیں یہ طاقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہے اور یہ قرآن سے ثابت ہے۔

سرکارِ اعظم ﷺ کا ادب رکن ایمان

القرآن: یاایھا الذین امنوا استجیبوا للّٰہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم واعلموا ان اللّٰہ یحول بین المرء وقلبہ وانہ الیہ تحشرون۝

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور اسکے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اسکے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ تمہیں اس کی طرف اٹھنا ہے۔ (سورہ انفال، پارہ ۹، آیت نمبر ۲۴)

القرآن: فالذین امنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ۔

ترجمہ: تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا۔ (سورہ اعراف، پارہ ۹، آیت نمبر ۱۵۷ کا کچھ حصہ)

عقیدہ: مفسرین نے اس آیت سے ثابت کیا ہے کہ سرکار اعظم ﷺ کی تعظیم ایمان کا رکن ہے اور نور سے مراد قرآن ہے جس نبی ﷺ پر نازل ہونے والا قرآن نور ہے تو پھر نور مصطفیٰ ﷺ کا کیا عالم ہوگا۔

القرآن یاایها الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ○

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (سورۂ حجرات، پارہ ۲۶، آیت نمبر ۲)

عقیدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب بارگاہِ رسالت ﷺ میں کچھ عرض کرو تو نیچی آواز میں عرض کرو یہی دربارِ رسالت ﷺ کا ادب و احترام ہے کہیں اگر تمہاری آواز اونچی ہوگئی تو عمر بھر کے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی جس کے دربار کا یہ ادب ہو خود اس ذاتِ پاک مصطفیٰ ﷺ کا کتنا ادب ہوگا۔

القرآن ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرهم لا یعقلون ○ ولو انهم صبروا حتی تخرج الیهم لکان خیرا لهم ○

ترجمہ: بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا۔

(سورۂ حجرات، پارہ ۲۶، آیت نمبر ۴، ۵)

شانِ نزول: یہ آیت وفد بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی کہ سرکارِ اعظم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں دوپہر کے وقت پہنچے جبکہ آپ ﷺ آرام فرمارہے تھے ان لوگوں نے حجروں کے باہر سے سرکارِ اعظم ﷺ کو پکارنا شروع کیا سرکارِ اعظم ﷺ تشریف لائے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور سرکارِ اعظم ﷺ کی بارگاہ کا ادب سکھایا اور فرمایا گیا کہ اس طرح بے ادبی سے پکارنے والے جاہل اور بے عقل ہیں اور یہ بھی فرمایا گیا کہ ادب سے بارگاہ میں حاضر رہو اور صبر کرو کب تک اجب تک ہمارا محبوب ﷺ خود حجرے سے باہر تشریف نہ لائے۔

معلوم ہوا کہ سرکارِ اعظم کا ادب قرآن سے ثابت ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

گستاخ رسول ﷺ کافر ہے

القرآن: یا ایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکفرین عذاب الیم○

ترجمہ: اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (سورۂ بقرہ، پارہ ۲، آیت نمبر ۱۰۴)

شانِ نزول: جب سرکارِ اعظم ﷺ اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے "راعنا یا رسول اللہ" ﷺ یعنی اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارے حال کی رعایت فرمایئے۔ یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقعہ دیجئے۔ یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوءِ ادب کے معنی رکھتا تھا انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا اے دشمنانِ خدا تم پر اللہ کی لعنت اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا اس کی گردن ماردوں گا۔

القرآن: النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم۔

ترجمہ: یہ نبی (ﷺ) مومنوں کی جان سے زیادہ قریب ہیں۔ (سورۂ احزاب، پارہ ۲۱، آیت نمبر ۶)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ انسانوں کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اسی طرح حضور ﷺ مومنوں کی جان سے زیادہ قریب ہیں اب جو مومن ہوگا اس کے رسول ﷺ قریب ہوں گے اور جو مومن نہ ہو وہ چاہے انکار کرتا رہے اور قریب وہی ہوگا جو حیات اور حاضر و ناظر ہوگا اور اس کا انکار قرآن مجید کا انکار ہے۔

ہم سرکار اعظم ﷺ کو ہرگز اس طرح حاضر و ناظر نہیں مانتے کہ ادھر بھی ہیں، ادھر بھی ہیں، یہاں بھی ہیں، وہاں بھی ہیں بلکہ اپنی قبر انور میں حیات ہیں اور اپنے رب کی عطا سے جب چاہیں جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔ یہ اصل اسلامی اور ایمانی عقیدہ ہے۔

سرکار اعظم ﷺ پر نبوت ختم

القرآن ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ، وکان اللہ بکل شی علیما ○

ترجمہ: محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے (یعنی خاتم النبیین) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (سورۃ احزاب پارہ ۲۲، آیت نمبر ۴۰)

القرآن الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ،

ترجمہ: آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ (سورۃ مائدہ پارہ ۶ آیت نمبر ۳ کا کچھ حصہ)

ان دونوں آیتوں میں ختم نبوت کا ذکر ہے پہلی آیت میں واضح لفظ خاتم النبیین استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی آخری نبی ہیں دوسری آیت میں دین کا مکمل ہونا بیان کیا گیا ہے اس میں یہ بات واضح نظر آتی ہے کہ جب دین اسلام پر مکمل ہوگیا تو اب کوئی نیا نبی نہیں آئیگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آئیں گے نبی بن کر نہیں بلکہ امتی بن کر آئیں گے لہذا انکار ختم نبوت کفر ہے کیونکہ قرآن مجید سے حضور ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام پیدائشی نبی ہوتے ہیں بقول قرآن

القرآن واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ ،

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ (سورۃ آل عمران پارہ ۳، آیت نمبر ۸۱)

اس آیت کے تحت مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں تمام انبیاء سے عہد لیا ...

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک آنے والے تھے تمام سے سرکار اعظم ﷺ کی نسبت عہد لیا۔ اسی آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کو نبوت دنیا میں بھیجنے کے بعد نہیں دیتا بلکہ نبی پیدائشی نبی ہوتا ہے نبوت کے ملنے اور اعلان میں بہت فرق ہے۔

القرآن: قال انی عبداللہ ، اتنی الکتب وجعلنی نبیا ○

ترجمہ: (بچے نے) فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا۔ (سورۂ مریم، پارہ ۱۶، آیت نمبر ۳۰)

اس آیت کے تحت مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں تو آپ نے سب سے پہلے اپنے بندے ہونے کا اقرار کیا تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ کہیں۔ کتاب سے انجیل مراد ہے آپ نے نبوت اور کتاب ملنے کی خبر دی یہ خبر آپ نے پیدا ہوتے ہی دی۔ معلوم ہوا کہ نبی کو نبوت اللہ تعالیٰ نے ازل میں ہی عطا فرمادی تھی مگر کسی نے اعلان پیدا ہوتے ہی کیا کسی نے اعلان چالیس سال کی عمر میں کیا یہ سب اللہ تعالیٰ کا حکم تھا لہٰذا نبوت ملنے میں اور اعلان نبوت میں بہت فرق ہے۔

اولیاء اللہ کی کرامت کا ثبوت قرآن مجید سے

القرآن: قال یایها الملؤا ایکم یاتینی بعرشها قبل ان یاتونی مسلمین ○ قال عفریت من الجن انا اتیک به قبل ان تقوم من مقامک وانی علیه لقوی امین ○ قال الذی عنده علم من الکتب انا اتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک فلما راٰه مستقرا عنده قال هذا من فضل ربی

ترجمہ: (سلیمان نے) فرمایا اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں؛ ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا امانتدار ہوں۔ اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل

کے جھپکنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔(سورۂ نمل، پارہ ۱۹،آیت نمبر ۳۸،۳۹،۴۰) .

مفسرین اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ ملکہ سبا بلقیس کا بہت وسیع و عریض تخت تھا حضرت سلیمان علیہ السلام اس وسیع و عریض تخت کو جس کا طول اسی گز عرض چالیس گز سونے چاندی کا جواہرات کیساتھ مرصع تھا اس کو اتنی دور سے منگوانا چاہتے تھے تاکہ ملکہ بلقیس کو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اپنا معجزہ دکھا دیں چنانچہ آپ نے اپنے درباریوں سے کہا تو جواب میں ایک خبیث جن کھڑا ہوا اس نے اجلاس ختم ہونے تک لانے کا جواب دیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا مجھے اس سے بھی جلد چاہئے چنانچہ آپ کا وزیر جسکا نام آصف بن برخیا تھا، نے عرض کی میں وہ تخت پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا اس نے ایسا ہی کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آصف بن برخیا جو صرف سلیمان علیہ السلام کی اُمت کا ولی اللہ تھا اور کتاب کا کچھ علم جانتا تھا اس نے لاکھوں میل کا سفر اور پھر اتنا بڑا تخت پلک جھپکنے میں حاضر کیا یہ کرامت ہے اور کرامت وہی ہوتی ہے امر خارق (یعنی جو عادتاً سمجھ سے بالاتر ہو)۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی اُمت کے ولی اللہ کی یہ شان ہے تو پھر امام الانبیاء ﷺ کے اُمت کے اولیاء کرام کی کیا شان ہوگی پھر اگر غوث اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ اور ہر ولی اللہ کرامات دکھائیں تو اسکا انکار کیسے کیا جاسکتا ہے کہ یہ قرآن سے ثابت ہے۔

حدیث کی اہمیت

حدیث شریف سرکار اعظم ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریر (یعنی کسی فعل کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملاحظہ فرمایا اور اس سے منع نہ فرمایا) کو کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر سرکار اعظم ﷺ کے قول یعنی حدیث کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

القرآن: اطیعوا اللّٰہ والرسول ج فان تولوا فان اللّٰہ لا یحب الکفرین ○

ترجمہ: تم حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر۔

(سورۃ آل عمران پارہ ۳، آیت نمبر ۳۲)

القرآن: من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ج

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (سورۃ النساء، پارہ ۵: آیت نمبر ۸۰)

القرآن: وما ینطق عن الھوی ○ ان ھو الا وحی یوحی ○

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

(سورۃ النجم، آیت نمبر ۳،۴)

ان تینوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ سرکار اعظم ﷺ کے دہن مبارک سے نکلا ہوا لفظ شریعت ہے اور حدیث ہے اس پر عمل کرنے کا حکم قرآن مجید سے ثابت ہے لہٰذا بات واضح ہو گئی کہ حدیث رسول ﷺ کی بہت اہمیت ہے۔

اسی طرح (معاذ اللہ) قرآن مجید حدیث کا محتاج نہیں بلکہ قرآن کو سمجھنے کے لئے ہم حدیث کے محتاج ہیں۔ قرآن مجید میں ہے نماز قائم کرو، روزہ رکھو، زکوٰۃ دو، حج کرو وغیرہ وغیرہ اب یہ سمجھنا کہ کیسے نماز پڑھیں، کتنے وقت کی پڑھیں، روزہ کب رکھیں، کب افطار کریں، زکوٰۃ کتنی دیں، حج کیسے ادا کریں، یہ سب حدیث شریف میں موجود ہے قرآن مجید میں ظاہری طور پر موجود نہیں ہے۔

قرآن مجید شفا اور رحمت ہے

القرآن: وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین، ولا یزید الظلمین الا خسارا ○

ترجمہ: اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کیلئے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل، پارہ ۱۵، آیت نمبر ۸۲)

القرآن: یایھا الناس قد جاء تکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور، وھدی ورحمۃ للمؤمنین ○

ترجمہ: اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے۔ (سورۃ یونس پارہ ۱۱ آیت نمبر ۵۷)

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید شفا اور رحمت ہے لہذا اس کو پڑھ کر کسی بیمار یا مریض پر دم کر کے بیمار یا مریض کو کھلایا جا سکتا ہے۔

دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ قرآن مجید رحمت بھی ہے کوئی شخص کلام مجید کی آیت مبارکہ کو گھروں پر یا مکانات پر لکھ کر لگائے تو اس گھر میں یا دکان میں رحمت نازل ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مر جائے تو اسکے کفن پر شہادت کی انگلیوں سے کلام الٰہی لکھ دیا جائے یا قبر میں میت کے ساتھ رکھ دیا جائے تو اس کی وجہ سے بھی میت پر رحمت الٰہی کی بارش ہوگی۔

مگر ایک چیز کی احتیاط کریں کہ میت کے جسم کے اوپر قرآنی آیات کو نہ رکھا جائے کیونکہ میت کا پھولنا اور پھٹنا اس کے جسم کے عوارضات سے ہے تو ایسی صورت میں ان برکت والے الفاظ کا وہاں ہونا بے ادبی ہوگی اس لئے کوشش کریں کہ قبر کے ایک طرف محراب نما جگہ بنالی جائے وہاں ان تبرکات کو رکھ دیا جائے تاکہ بے ادبی نہ ہو اور ادب ملحوظ رہے۔

تقلید آئمہ کا ثبوت قرآن سے

القرآن: یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ اطیعو الرسول واولی الامر منکم o

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں صاحب امر ہیں۔

(سورۃ نسا، پارہ ۵ آیت نمبر ۵۹)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور صاحب امر کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے صاحب امر سے مراد علمائے حق ہیں ان کی بھی اطاعت کا حکم ہے اطاعت سے مراد تقلید ہے صاحب امر میں تمام آئمہ مجتہدین اور علمائے حق شامل ہیں۔

القرآن: واتبع سبیل من اناب الی o

ترجمہ: اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔ (سورۃ لقمان پارہ ۲۱ آیت نمبر ۱۵)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دے رہا ہے کہ ہر اس نیک شخص کی پیروی یعنی اطاعت کر جو تیرا رابطہ مجھ سے کرا دے معلوم ہوا تقلید یعنی پیروی کرنا اللہ کا حکم ہے اور منع کرنے والے نادان لوگ ہیں۔

امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنا چاہئے

جب امام قرأت کرے (سورۂ فاتحہ ہو یا دیگر قرأت) تو مقتدی پر لازم ہے کہ وہ خاموش رہے اکیلے نماز پڑھتے وقت سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے مگر جب امام کے پیچھے ہوں تو خاموش رہیں امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

امام کے پیچھے بھی سورۂ فاتحہ پڑھنے سے متعلق جو حدیثیں ہیں وہ اس آیت مبارک کے نزول کے بعد منسوخ ہو گئیں۔

القرآن: و اذا قری القران فاستمعوا له و انصتوا لعلکم ترحمون ○

ترجمہ: جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

(سورۂ اعراف پارہ ۹، آیت نمبر ۲۰۴)

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد امام کے پیچھے مطلقاً قرأت منع کر دی گئی اور فرمایا گیا خاموش رہا کرو۔

مرشد و رہنما ضروری ہے

القرآن یوم ندعوا کل اناس بامامھم ○

ترجمہ: جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

(سورۂ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ آیت نمبر ۷۱)

اس آیت مبارکہ کے متعلق مفسرین فرماتے ہیں کہ آدمی جس کی پیروی کرتا تھا جو امام بنا تھا

انہیں ان نیک لوگوں کے نام سے پکارا جائے گا جن کے وہ ماننے والے تھے۔

اگر ہم کسی نیک پرہیزگار شخص کے دامن سے وابستہ ہوں گے تو انہیں نیک لوگوں کے ساتھ قیامت کے دن اٹھایا جائیگا۔

القرآن: ومن یُضلل فلن تجد لہٗ ولیا مرشدا ○

ترجمہ: اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔

(سورۃ کہف، پارہ ۱۵، آیت نمبر ۱۷)

قرآن نے ولی مرشد سے مراد راہ دکھانے والا بتایا ہے اس سے مرشد حقیقی کی حقیقت قرآن سے ثابت ہوئی لہٰذا ہمارے متقی، پرہیزگار اور کامل شخص کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کے حکم پر چلنا چاہئے۔

شانِ خلفائے راشدین وصحابہ کرام علیہم الرضوان

القرآن: محمد رسول اللہ ، والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا ○

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے۔ (سورۃ الفتح، پارہ ۲۶، آیت نمبر ۲۹)

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں چاروں خلفاء کے فضائل بیان کئے گئے ہیں "ان کے ساتھ والے" سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔ "کافروں پر سخت ہیں" سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔ "آپس میں نرم دل" سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔ رکوع کرتے، سجدے کرتے سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔

القرآن: رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ ، ذلک لمن خشی ربہ ○

ترجمہ: اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔

(سورۃ البینہ، پارہ ۳۰، آیت نمبر ۸)

مفسرین اس آیت سے ثابت فرماتے ہیں کہ اس آیت میں تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان

بیان کی گئی ہے جنہوں نے ایک نظر بھی حالت ایمان میں سرکار اقدس ﷺ کا دیدار کیا یا ان کی صحبت میں بیٹھا ان تمام حضرات کے لئے یہ بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر اتنے کرم کئے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔

شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

القرآن: والذی جاء بالصدق وصدق به اولئک هم المتقون o

ترجمہ: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔

(سورۃ الزمر، پارہ ۲۴، آیت نمبر ۳۳)

مفسرین نے اس آیت میں تصدیق کرنے والے سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات لی ہے شیعہ حضرات کی معتبر کتاب "تفسیر مجمع البیان" آٹھویں جلد ص ۴۹۸ میں علامہ طبرسی نے بھی اس آیت کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہونا لکھا ہے۔

فضائل حضرت عمر رضی اللہ عنہ

القرآن: یایها النبی حسبک الله ومن اتبعک من المؤمنین o

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہیں۔ (سورۃ انفال، پارہ ۱۰، آیت نمبر ۶۴)

شانِ نزول: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بارے میں نازل ہوئی۔ دولت ایمان سے صرف تینتیس (۳۳) مرد اور چھ (۶) عورتیں مشرف ہو چکے تھے تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔

شانِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ

القرآن: الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله.

ترجمہ: وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ (سورۃ بقرہ، پارہ ۳، آیت ۲۶۲)

شانِ نزول: یہ آیت حضرت عثمان غنی و حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام کیلئے ایک ہزار اونٹ بمعہ سامان پیش کئے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم صدقہ کے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر کئے اور عرض کیا کہ میرے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے آدھے میں نے اپنے اور اپنے اہل و عیال کیلئے رکھ لئے اور آدھے راہ خدا میں حاضر ہیں سرکار اعظم نے فرمایا جو تم نے دیئے اور جو تم نے رکھ لئے اللہ تعالیٰ دونوں میں برکت فرمائے۔

شانِ حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما

القرآن: ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا ۝

ترجمہ: اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔ (سورۃ الدھر آیت نمبر ۸)

شانِ نزول: یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہما اور ان کی کنیز فضہ کے حق میں نازل ہوئی حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بیمار ہوئے ان حضرات نے ان کی صحت پر تین روزوں کی نذر فرمائی اللہ تعالیٰ نے صحت دی۔

نذر کی وفا کا وقت آیا سب صاحبوں نے روزے رکھے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک یہودی سے تین صاع (صاع ایک پیمانہ ہے جو دور حاضر میں تقریباً ۴ کلو اور ۹۵ گرام کے برابر ہے) جو لائے حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہما نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں ان لوگوں کو دے دیں صرف پانی سے روزہ افطار کر کے اگلا روزہ رکھ لیا۔

سرکار اعظم ﷺ کی کئی ازواج مطہرات اور کئی صاحبزادیاں تھیں

القرآن: یایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونسآء المؤمنین

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو۔

(سورۃ الاحزاب، پارہ ۲۲، آیت نمبر ۵۹)

ازواج جمع ہے زوج اور زوجہ کی اور بنات جمع ہے بنت یعنی بیٹی کی۔ اس آیت سے معلوم ہوا

کہ سرکار اعظم ﷺ کی کئی ازواج مطہرات اور کئی صاحبزادیاں تھیں صرف حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کی زوجہ اور صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کی صاحبزادی کہنے والوں کے عقیدے کی اس آیت نے نفی کردی۔

فضائل اہل بیت (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

القرآن: انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا ٥

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے۔ (سورۂ احزاب پارہ ۲۱، آیت نمبر ۳۳)

اس سے معلوم ہوا کہ سرکار اعظم ﷺ کی تمام ازواج مطہرات اور تمام اہلبیت پاک دامن اور ان کی پاکیزگی کی گواہی اللہ تعالیٰ دیتا ہے اب اہل بیت میں کسی کی بھی مخالفت قرآن مجید سے اختلاف ہے (العیاذ باللہ)

عقائد متعلقہ موت و آخرت

موت پر عقیدہ:

عقیدہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے، ہر جان کو موت کا مزا چکھنا ہے، اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے، جانچنے کو، اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے۔ (الانبیاء: ۳۵، کنزالایمان)

روح کے جسم سے جدا ہو جانے کا نام موت ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جس کا دنیا میں کوئی منکر نہیں، ہر شخص کی زندگی مقرر ہے نہ اس میں کمی ہو سکتی ہے اور نہ زیادتی (یونس: ۴۹) موت کے وقت کا ایمان معتبر نہیں، مسلمان کے انتقال کے وقت وہاں رحمت کے فرشتے آتے ہیں جبکہ کافر کی موت کے وقت عذاب کے فرشتے اترتے ہیں۔

روح کا جسم کیساتھ تعلق:

عقیدہ: مسلمانوں کی روحیں اپنے مرتبہ کے مطابق مختلف مقامات میں رہتی ہیں بعض کی قبر میں، بعض کی چاہ زمزم میں، بعض کی زمین و آسمان کے درمیان بعض کی پہلے سے ساتویں آسمان تک،

بعض کی آسمانوں سے بھی بلند، بعض کی زیر عرش قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں مگر روحیں کہیں بھی ہوں انکا اپنے جسم سے تعلق بدستور قائم رہتا ہے جو انکی قبر پر آئے وہ اسے دیکھتے، پہچانتے اور اسکا کلام سنتے ہیں بلکہ روح کا دیکھنا قبر ہی سے مخصوص نہیں، اسکی مثال حدیث شریف میں یوں بیان کی ہوئی ہے کہ ایک پرندہ پہلے قفس میں بند تھا اور اب آزاد کر دیا گیا۔ ائمہ کرام فرماتے ہیں، بیشک جب پاک جانیں بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں تو عالم بالا سے مل جاتی ہیں اور سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں۔ جیسے یہاں حاضر ہیں۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوا، جب مسلمان مرتا ہے تو اسکی راہ کھول دی جاتی ہے وہ جہاں چاہے جائے۔

کافروں کی بعض روحیں مرگھٹ یا قبر پر رہتی ہیں بعض چاہ برہوت میں، بعض زمین کے نچلے طبقوں میں بعض اس سے بھی نیچے سجین میں مگر وہ کہیں بھی ہوں اپنے مرگھٹ یا قبر پر گزرنے والوں کو دیکھتے، پہچانتے اور انکی بات سنتے ہیں، انہیں کہیں جانے آنے کا اختیار نہیں ہوتا بلکہ یہ قید رہتی ہیں، یہ خیال کہ روح مرنے کے بعد کسی اور بدن میں چلی جاتی ہے، اسکا ماننا کفر ہے۔

دفن کے بعد قبر مردے کو دباتی ہے اگر وہ مسلمان ہو تو یہ دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے ماں بچے کو آغوش میں لیکر پیار سے دبائے اور اگر وہ کافر ہو تو زمین اس زور سے دباتی ہے کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف ہو جاتی ہیں۔ مردہ کلام بھی کرتا ہے مگر اس کے کلام کو جنوں اور انسانوں کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے۔

عقیدہ: جب لوگ مردے کو دفن کر کے وہاں سے واپس ہوتے ہیں تو وہ مردہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے زمین چیرتے آتے ہیں انکی صورتیں نہایت ڈراونی، آنکھیں بہت بڑی اور کالی و نیلی، اور سر سے پاؤں تک ہیبت ناک بال ہوتے ہیں ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نکیر ہے وہ مردے کو جھڑک کر اٹھاتے اور کرخت آواز میں سوال کرتے ہیں پہلا سوال: من ربک تیرا رب کون ہے؟ دوسرا سوال: ما دینک تیرا دین کیا ہے؟ تیسرا سوال: حضور علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے پوچھتے ہیں ما کنت تقول فی ھذا الرجل ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟

مسلمان جواب دیتا ہے، میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے، گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، فرشتے کہتے ہیں، ہم جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا پھر آسمان سے ندا ہوگی، میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لیے جنتی بچھونا بچھاؤ، اسے جنتی لباس پہناؤ اور اسکے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو، پھر دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس سے جنت کی ہوا اور خوشبو اس کے پاس آتی رہتی ہے اور تا حد نظر اس کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے تو سو جا جیسے دولہا سوتا ہے یہ مقام عموماً خواص کے لیے ہے اور عوام میں انکے کے لیے ہے جنھیں رب تعالیٰ دینا چاہے، اسی طرح وسعت قبر بھی حسب مراتب مختلف ہوتی ہے۔

اگر مردہ کافر و منافق ہے تو وہ ان سوالوں کے جواب میں کہتا ہے، افسوس مجھے کچھ معلوم نہیں، میں جو لوگوں کو کہتے سنتا تھا وہی کہتا تھا، اس پر آسمان سے منادی ہوتی ہے، یہ جھوٹا ہے اسکے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ، اسے آگ کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو، پھر اس دروازے سے جہنم کی گرمی اور لپٹ آتی رہتی ہے اور اس پر عذاب کے لیے دو فرشتے مقرر کردیے جاتے ہیں جو اسے لوہے کے بہت بڑے گرزوں سے مارتے ہیں نیز عذاب کے لیے اس پر سانپ اور بچھو بھی مسلط کردیے جاتے ہیں۔

عذاب قبر حق ہے:

عقیدہ: قبر میں عذاب یا نعمتیں ملنا حق ہے اور یہ روح و جسم دونوں کے لیے ہے، اگر جسم جل جائے یا گل جائے یا خاک ہو جائے تب بھی اسکے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہتے ہیں ان اجزاء اور روح کا باہمی تعلق ہمیشہ قائم رہتا ہے اور یہ دونوں عذاب و ثواب سے آگاہ و متاثر ہوتے ہیں۔ اجزائے اصلیہ ریڑھ کی ہڈی میں ایسے باریک اجزاء ہوتے ہیں جو نہ کسی خوردبین سے دیکھے جاسکتے ہیں نہ آگ انہیں جلاسکتی ہے اور نہ ہی زمین انہیں گلا سکتی ہے۔ اگر مردہ دفن نہ کیا گیا یا اسے درندہ کھا گیا ایسی صورتوں میں بھی اس سے وہیں سوال و جواب اور ثواب و عذاب ہوگا۔

قیامت کا بیان:

عقیدہ: بیشک ایک دن زمین و آسمان، جن و انسان اور فرشتے اور دیگر تمام مخلوق فنا ہو جائے گی اس کا نام قیامت ہے۔ اس کا واقع ہونا حق ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ (قیامت آنے سے قبل چند نشانیاں ظاہر ہونگی:)

قیامت آنے سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہوں گی:

دنیا سے علم اٹھ جائے گا یعنی علماء باقی نہ رہیں گے، جہالت پھیل جائے گی، بے حیائی اور بدکاری عام ہو جائے گی، عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہو جائے گی، بڑے دجال کے سوا تیس دجال اور ہونگے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے حالانکہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، مال کی کثرت ہوگی، عرب میں کھیتی، باغ اور نہریں جاری ہو جائیں گی، دین پر قائم رہنا بہت دشوار ہوگا، وقت بہت جلد گزرے گا، زکوٰۃ دینا لوگوں پر گراں ہوگا، لوگ دنیا کے لیے دین پڑھیں گے، مرد عورتوں کی اطاعت کریں گے، والدین کی نافرمانی زیادہ ہوگی، دوست کو قریب اور والد کو دور کریں گے، مسجدوں میں آوازیں بلند ہونگی، بدکار عورتوں اور گانے بجانے کے آلات کی کثرت ہوگی، شراب نوشی عام ہو جائے گی، فاسق اور بدکار سردار و حاکم ہونگے، پہلے بزرگوں پر لوگ لعن طعن کریں گے، درندے، کوڑے کی نوک اور جوتے کے تسمے باتیں کریں گے۔ (ماخوذ از بخاری، مسلم، ترمذی)

دجال کا آنا

کانا دجال ظاہر ہوگا جسکی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا جسے ہر مسلمان پڑھ لے گا، وہ حرمین طیبین کے سوا تمام زمین میں پھرے گا، اس کے پاس ایک باغ اور ایک آگ ہوگی جس کا نام وہ جنت و دوزخ رکھے گا، جو اس پر ایمان لائے گا اسے اپنی جنت میں ڈالے گا جو کہ درحقیقت آگ ہوگی اور اپنے منکر کو دوزخ میں ڈالے گا جو کہ دراصل آرام و آسائش کی جگہ ہوگی۔ دجال کئی شعبدے دکھائے گا، وہ مردے زندہ کرے گا، سبزہ اگائے گا، بارش برسائے گا، یہ سب جادو کے کرشمے ہونگے۔

نزولِ عیسیٰ و آمدِ امام مہدی

عقیدہ: جب ساری دنیا میں کفر کا تسلط ہوگا تو تمام ابدال و اولیاء حرمین شریفین کو ہجرت کر جائیں گے اسوقت صرف وہیں اسلام ہوگا۔ ابدال طواف کعبہ کے دوران امام مہدی رضی اللہ عنہ کو پہچان لیں گے اور ان سے بیعت کی درخواست کریں گے وہ انکار کر دیں گے، پھر غیب سے ندا آئے گی: "یہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مہدی ہیں انکا حکم سنو اور اطاعت کرو"۔ سب لوگ آپ کے دست مبارک پر بیعت کریں گے، آپ مسلمانوں کو لیکر ملک شام تشریف لے جائیں گے۔

جب دجال ساری دنیا گھوم کر ملک شام پہنچے گا اسوقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد دمشق کے شرقی مینارہ پر نزول فرمائیں گے، اس وقت نماز فجر کے لیے اقامت ہو چکی ہوگی، آپ امام مہدی رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیں گے اور وہ نماز پڑھائیں دجال ملعون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے جہاں تک آپ کی نظر جائے گی وہاں تک آپ کی خوشبو پہنچے گی، دجال بھاگے گا آپ اس کا تعاقب فرمائیں گے اور اسے بیت المقدس کے قریب مقام لد میں قتل کر دیں گے۔

صور پھونکی جائے گی

عقیدہ: پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا، صور پھونکتے ہی پھر سے سب کچھ موجود ہو جائے گا، سب سے پہلے حضور ﷺ اپنے روضہء اطہر سے یوں باہر تشریف لائیں گے کہ دائیں ہاتھ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور بائیں ہاتھ میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے ہونگے پھر مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ میں مدفون مسلمانوں کے ہمراہ میدان حشر میں تشریف لے جائیں گے۔

دوبارہ اٹھایا جائے گا

عقیدہ: دنیا میں جو روح جس جسم کے ساتھ تھی اس روح کا حشر اسی جسم میں ہوگا، جسم کے اجزاء اگرچہ خاک یا راکھ ہو گئے ہوں یا مختلف جانوروں کی غذا بن چکے ہوں پھر بھی اللہ تعالیٰ ان سب اجزاء کو جمع

فرما کر قیامت میں زندہ کرے گا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''بولا ایسا کون ہے کہ ہڈیوں کو زندہ کرے جب وہ بالکل گل گئیں؟ تم فرماؤ، انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے''۔ (یس: ۷۸، ۷۹، کنزالایمان)

قیامت کا بیان

عقیدہ: میدانِ حشر ملک شام کی زمین پر قائم ہوگا اور زمین بالکل ہموار ہوگی۔ اس دن زمین تانبے کی ہوگی اور آفتاب ایک میل کے فاصلے پر ہوگا، گرمی کی شدت سے دماغ کھولتے ہونگے، پسینہ کثرت سے آئے گا، کسی کے ٹخنوں تک، کسی کے گھٹنوں تک، کسی کے گلے تک اور کسی کے منہ تک لگام کی مثل ہوگا یعنی ہر شخص کے اعمال کے مطابق ہوگا۔ یہ پسینہ نہایت بدبودار ہوگا، گرمی کی شدت سے زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی، بعض کی زبانیں منہ سے باہر آئیں گی اور بعض کے دل گلے تک آجائیں گے، خوف کی شدت سے دل پھٹے جاتے ہونگے، ہر کوئی بقدر گناہ تکلیف میں ہوگا، جس نے زکوٰۃ دی ہوگی اس کے مال کو خوب گرم کرکے اس کی کروٹ، پیشانی اور پیٹھ پر داغ لگائے جائیں گے۔ وہ طویل دن خدا کے فضل سے اسکے بندوں کے لیے ایک فرض نماز سے زیادہ ہلکا اور آسان ہوگا۔

شفاعت کا بیان

عقیدہ: قیامت کا دن پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا اور آدھا دن تو انہی مصائب و تکالیف میں گزرے گا پھر اہل ایمان مشورہ کرکے کوئی سفارشی تلاش کریں گے جو ان کو مصائب سے نجات دلائے۔ پہلے لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کریں گے آپ فرمائیں گے، میں اس کام کے لائق نہیں تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے خلیل ہیں، پس لوگ ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے آپ فرمائیں گے، میں اس کام کے لائق نہیں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ وہاں جائیں گے تو وہ بھی یہی جواب دیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیج دیں گے وہ فرمائیں گے، تم حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں جاؤ وہ ایسے خاص بندے ہیں کہ ان کے سبب اللہ تعالیٰ نے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے پھر

سب لوگ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونگے اور شفاعت کی درخواست کریں گے آقا علیہ السلام فرمائیں گے ، میں اس کام کے لیے ہوں ، پھر آپ بارگاہ الٰہی میں سجدہ کریں گے ارشاد باری تعالیٰ ہوگا ، اے محمد ﷺ ! سجدہ سے سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی ، اور مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا ، اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی"۔ (از بخاری ، مسلم ، مشکوٰۃ)

آقا مولیٰ ﷺ مقام محمود پر فائز کیے جائیں گے قرآن کریم میں ہے "قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں"۔ (بنی اسرائیل : ۷۹) مقام محمود مقام شفاعت ہے آپ کو ایک جھنڈا عطا ہوگا جسے لواء الحمد کہتے ہیں ، تمام اہل ایمان اسی جھنڈے کے نیچے جمع ہونگے اور حضور علیہ السلام کی حمد وستائش کریں گے۔

شافع محشر ﷺ کی ایک شفاعت تو تمام اہل محشر کے لیے ہے جو میدان حشر میں زیادہ دیر ٹھہرنے سے نجات اور حساب وکتاب شروع کرنے کے لیے ہوگی۔ آپ کی ایک شفاعت ایسی ہوگی جس سے بہت سے لوگ بلا حساب جنت میں داخل ہونگے جبکہ آپکی شفاعت سے جہنم کے مستحق بہت سے لوگ جہنم میں جانے سے بچ جائیں گے۔ آقا علیہ السلام کی شفاعت سے بہت سے گناہگار جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردیے جائیں گے نیز آپکی شفاعت سے اہل جنت بھی فیض پائیں گے اور انکے درجات بلند کیے جائیں گے۔ حضور علیہ السلام کے بعد دیگر انبیاء کرام اپنی اپنی امتوں کی شفاعت فرمائیں گے پھر اولیائے کرام ، شہداء ، علماء ، حفاظ ، حجاج بلکہ ہر وہ شخص جو کوئی دینی منصب رکھتا ہو اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کرے گا ، فوت شدہ نابالغ بچے اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے اگر کسی نے علماء حق میں سے کسی کو دنیا میں وضو کے لیے پانی دیا ہوگا تو وہ بھی یاد دلا کر شفاعت کی درخواست کرے گا اور وہ اس کی شفاعت کریں گے۔

حساب وکتاب کا بیان

عقیدہ: حساب حق ہے اسکا منکر کافر ہے۔ "پھر بیشک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی"۔ (التکاثر : ۸ ، کنزالایمان)

حضور علیہ السلام کے طفیل بعض اہل ایمان بلا حساب جنت میں داخل ہونگے ، کسی سے خفیہ

حساب کیا جائے گا، کسی سے علانیہ، کسی سے سختی سے اور بعض کے منہ پر مہر کردی جائے گی اور انکے ہاتھ پاؤں و دیگر اعضاء انکے خلاف گواہی دیں گے۔ قیامت کے دن نیکوں کو دائیں ہاتھ میں اور بروں کو بائیں ہاتھ میں انکا نامہ اعمال دیا جائے گا، کافر کا بایاں ہاتھ اسکی پیٹھ کے پیچھے کر کے اسمیں نامہ اعمال دیا جائے۔

میزان کا بیان

عقیدہ: میزان حق ہے یہ ایک ترازو ہے جس پر لوگوں کے نیک و بد اعمال تولے جائیں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اور اس دن تول ضرور ہونی ہے تو جن کے پلے بھاری ہوئے وہی مراد کو پہنچے، اور جن کے پلے ہلکے ہوئے تو وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان گھاٹے میں ڈالی"۔ (الاعراف: ۸، ۹، کنزالایمان) نیکی کا پلہ بھاری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ پلہ اوپر کو اٹھے جبکہ دنیا میں بھاری پلہ نیچے کو جھکتا ہے۔

حوض کوثر کا بیان

عقیدہ: حوضِ کوثر حق ہے جو نبی کریم ﷺ کو عطا فرمایا گیا، ایک حوض میدان حشر میں اور دوسرا جنت میں ہے اور دونوں کا نام کوثر ہے کیونکہ دونوں کا منبع ایک ہی ہے۔ حوض کوثر کی مسافت ایک ماہ کی راہ ہے، اسکے چاروں کناروں پر موتیوں کے خیمے ہیں، اسکی مٹی نہایت خوشبودار مشک کی ہے، اسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے، جو اس کا پانی پئے گا وہ کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا۔ (مسلم، بخاری)

پل صراط کا بیان

یہ ایک پل ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا اور جہنم پر نصب کیا جائے گا۔ جنت میں جانے کا یہی راستہ ہوگا، سب سے پہلے حضور ﷺ اسے عبور فرمائیں گے پھر دیگر انبیاء، مرسلین علیہم السلام پھر یہ امت اور پھر دوسری امتیں پل پر سے گزریں گی۔ پل صراط سے لوگ اپنے

اعمال کے مطابق مختلف احوال میں گزریں گے بعض ایسی تیزی سے گزریں گے جیسے بجلی چمکتی ہے، بعض تیز ہوا کی مانند بعض پرندہ اڑنے کی طرح بعض گھوڑا دوڑنے کی مثل اور بعض چیونٹی کی چال چلتے ہوئے گزریں گے۔ پل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے لٹکتے ہونگے جو حکم الٰہی سے بعض کو زخمی کردیں گے اور بعض کو جہنم میں گرادیں گے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

سب اہل محشر تو پل صراط پر سے گزرنے کی فکر میں ہونگے اور ہمارے معصوم آقا شفیع محشر ﷺ پل کے کنارے کھڑے ہو کر اپنی عاصی اُمت کی نجات کے لیے رب تعالیٰ سے دعا فرمارہے ہونگے "ربّ سلّم ربّ سلّم الٰہی! ان گناہگاروں کو بچالے بچالے"۔ آپ صرف اسی جگہ نہیں گنہگاروں کا سہارا بنیں گے بلکہ کبھی میزان پر گناہگاروں کا پلہ بھاری بناتے ہونگے اور کبھی حوض کوثر پر پیاسوں کو سیراب فرمائیں گے، ہر شخص انہی کو پکارے گا اور انہی سے فریاد کرے گا کیونکہ باقی سب تو اپنی اپنی فکر میں ہونگے اور آقا علیہ السلام کو دوسروں کی فکر ہوگی۔

اللھم نجنا من احوال الحشر بجاہ ھذا النبی الکریم علیه و علیٰ اٰله و اصحابه افضل الصلاۃ و التسلیم. آمین

جنت کا بیان

عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لیے جنت بنائی ہے اور اس میں وہ نعمتیں رکھی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں انکا خیال آیا۔ (بخاری، مسلم)

جنت کے آٹھ طبقے ہیں: جنت الفردوس، جنت عدن، جنت ماویٰ، دار الخلد، دار السلام، دار المقامہ، علیین، جنت نعیم۔ (تفسیر عزیزی) جنت میں ہر مومن اپنے اعمال کے لحاظ سے مرتبہ پائیگا۔

جہنم کا بیان

عقیدہ: جہنم اللہ عزوجل کے قہر و جلال کا مظہر ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے "ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، تیار رکھی ہے کافروں کے لیے"۔ (البقرۃ ۲۴) قرآن کریم میں ایسے

مختلف طبقات کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱)۔ جہنم (البقرۃ:۲۰۶) ۲)۔ جحیم (المائدہ:۱۰) ۳)۔ سعیر (فاطر:۶)

۴)۔ لظیٰ (المعارج:۱۵) ۵)۔ سقر (المدثر:۲۶) ۶)۔ حاویہ (القارعہ:۹)

۷)۔ حطمہ (الھمزۃ:۵)

جہنم میں مختلف وادیاں اور کنوئیں بھی ہیں اور بعض وادیاں تو ایسی ہیں کہ ان سے جہنم بھی ہر روز ستر مرتبہ یا اس سے زیادہ بار پناہ مانگتا ہے۔ دنیا کی آگ جہنم کی آگ کے ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ (بخاری) دنیا کی آگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے کہ وہ اسے پھر جہنم میں نہ لے جائے، تعجب ہے کہ انسان جہنم میں جانے کے کام کرتا ہے اور اس آگ سے نہیں ڈرتا جس سے آگ بھی پناہ مانگتی ہے۔ جہنم کی چنگاریاں اونچے اونچے محلوں کے برابر اڑتی ہیں۔ جیسے بہت سارے زرد اونٹ ایک قطار کی صورت میں آرہے ہوں۔

موت کو ذبح کردیا جائیگا

عقیدہ: جب سب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور جہنم میں صرف وہی رہ جائیں گے جنہیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے اس وقت جنت و دوزخ کے درمیان موت کو دنبے کی صورت میں لایا جائے گا اور اہل جنت و اہل جہنم کو پکار کر پوچھا جائے گا، کیا اسے پہچانتے ہو؟ سب کہیں گے، ہاں یہ موت ہے۔ پھر اسے ذبح کردیا جائے گا اور اعلان ہوگا، اے اہل جنت! تم یہاں ہمیشہ رہو گے، اب موت نہ آئے گی اور اے اہل دوزخ! تم بھی یہاں ہمیشہ رہو گے اب کسی کو موت نہ آئے گی۔ اس سے اہل جنت کی خوشی اور اہل جہنم کے غم میں شدید اضافہ ہو جائے گا۔

وہ عقائد جن کا مسلک اہلسنّت سے کوئی تعلق نہیں

سب سے پہلے مولوی طالب الرحمٰن کی کتاب "بریلوی، دیوبندی اصل میں دونوں ایک ہیں" اس کتاب میں عقائد اہلسنّت پر اعتراضات کے جوابات دیئے جائیں گے۔

الزامی اعتراض

اٹھادو پردہ دکھادو جلوہ

کہ نور باری حجاب میں ہے

عقیدہ: وحدت الوجود یعنی اللہ خود نبی ﷺ کی شکل میں دنیا میں آیا۔

جواب: یہ اعتراض بالکل بے وقوفوں جیسا ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلی علیہ الرحمۃ نے اس شعر میں حضور ﷺ سے عرض کی ہے کہ یارسول اللہ ﷺ! رخ مبارک سے پردہ اٹھادو کہ اللہ تعالیٰ کا نور (کیونکہ محبوب ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کے فیض سے پیدا فرمایا ہے) پردہ میں ہے۔

الزامی اعتراض

احمد رضا بریلوی نے اپنا نام عبدالمصطفیٰ رکھ لیا۔

جواب: عبدالمصطفیٰ کا مطلب غلام مصطفیٰ ﷺ ہے اور بندہ کے بھی ہے جیسا کہ آجکل لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا بندہ تمہارے پاس فلاں چیز لینے آئے گا تو کیا وہ بندہ سیٹھ کا ہو گیا۔ نہیں بلکہ بندہ خدا تعالیٰ کا ہی ہے سیٹھ کا آدمی اور نوکر ہے اسی طرح عبدالمصطفیٰ یا عبدالعلی نام رکھنا اس معنی میں ہے کہ غلام مصطفیٰ، غلام علی جو کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے۔

الزامی اعتراض

خواجہ غلام فرید فرماتے ہیں کہ ایک شخص خواجہ معین الدین چشتی کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے اپنا مرید بنائیں۔ فرمایا کہہ لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ" اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور چشتی اللہ کا رسول ہے"۔ (معاذ اللہ)۔ (فوائد فریدیہ ص 83)

جواب: سب سے پہلے یہ کتاب جسکا نام فوائد فریدیہ ہے اسے کسی سُنّی ادارے نے شائع نہیں کیا ہے لہٰذا یہ کتاب بھی من گھڑت ہے اور یہ عبارت بھی من گھڑت ہے کوئی بھی اس کتاب کو مستند ثابت نہیں کر سکتا۔

الزامی اعتراض

احمد رضا بریلوی لکھتے ہیں کہ دردسر اور بخار وہ مبارک امراض ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ہوتے تھے۔ (آگے چل کر احمد رضا لکھتے ہیں) الحمد للہ کہ مجھے حرارت اور دردسر رہتا ہے۔ (ملفوظات)۔

جواب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فخر فرماتے ہیں کہ دردسر اور بخار انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی ہوتے تھے پھر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے بھی سردرد رہتا ہے اور حرارت رہتی ہے جس سے انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت مبارکہ ادا ہو جاتی ہے اور ثواب ملتا ہے۔

یہ اعتراضات طالب الرحمٰن (غیر مقلد) کے تھے جن کے جوابات دیئے گئے۔

ان عقائد کا تذکرہ جنکا مسلک اہلسنّت سے کوئی تعلق نہیں ہے

1)..... مزارات پر سجدہ کرنے والے اور طواف کرنے والوں کا اہلسنت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

چنانچہ ہمارے امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "الزبدۃ الزکیہ فی التحریم السجود التحیہ" میں متعدد آیات اور چالیس احادیث سے غیر خدا کو سجدہ عبادت کفر مبین اور سجدہ تعظیم حرام و گناہ لکھتے ہیں۔

2)... مزارات پر الٹی سیدھی حرکتیں، ناچ گانا، چرس پینا، جگہ جگہ عاملوں اور جعلی پیروں کے بورڈ ہوتے ہیں ان کاموں کو اہلسنت و جماعت پر ڈال کر بدنام کرتے ہیں ان سب کام کا مسلک اہلسنت سنی حنفی بریلوی سے کوئی تعلق نہیں۔

3)..... عوام میں رائج غلط رسم و رواج تعزیہ بنانا، ناریل توڑنا، ڈھول بجانا، دس محرم کو ڈھول بجا کر گلیوں میں گھومنا ان سب غلط کاموں مسلک اہلسنت و جماعت سنی حنفی بریلوی سے کوئی تعلق نہیں۔

ہمارے امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلی علیہ الرحمۃ نے اس پر پورا رسالہ لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ تعزیہ بنانا حرام ہے۔

4) ربیع الاول شریف میں بعض لوگ بینڈ باجے بجاتے ہوئے جلوس نکالتے ہیں یہ گناہ ہے اہلسنت کا عقیدہ یہ نہیں ہے کہ، بلکہ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ نعت شریف پڑھتے ہوئے ادب سے جلوس

نکالا جائے۔

5)......عورتوں کو بے پردہ مزارات پر جانے کی اہلسنت و جماعت میں بالکل اجازت نہیں ہے۔

6)......سوئم میں دعوتیں کرنا بھی مسلک اہلسنت و جماعت میں منع ہے ہمارے امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب دعوت میت میں لکھتے ہیں کہ سوئم کا کھانا غریبوں اور محتاجوں کا حق ہے ان کو کھلانا چاہیئے۔

7)......محرم الحرام میں اماموں کا فقیر بنانا، ہرے کپڑے باندھنا منع ہے اس کے علاوہ الٹی سیدھی ناجائز منتیں ماننا بھی منع ہیں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے خلیفہ حضرت امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''بہار شریعت'' میں ان تمام کاموں کو گناہ لکھا ہے۔

8)......ڈف اور میوزک کیساتھ نعتیں پڑھنا اور سننا بھی علمائے اہلسنت نے منع لکھا ہے یہ کام نعت کو بدنام کرنے کے لئے کیے جاتے ہیں۔

9)......صفر کے مہینے کو منحوس کہنا، تیرہ تیجی کو چنے اور گندم پکانا اور آخری بدھ کو سیر کیلئے نکلنا یہ بھی عقائد اہلسنت کے خلاف ہے علمائے اہلسنت اس کا مکمل رد فرماتے ہیں۔

10)......لفظ ''بریلوی'' کیا ہے؟

ہندوستان کے ایک شہر کا نام بریلی ہے۔ چودہ سو سالہ عقائد جس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عمل رہا ان اسلامی عقائد کا تحفظ بریلی کی سرزمین سے ہوا۔ اسی لئے اہل حق کو اہلسنت و جماعت سنی حنفی بریلوی کہا جاتا ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عقائد

1)......صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب ہے اسی لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان غیب کی باتیں پوچھ کر ایمان لے آتے تھے۔

2)......صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ کے نام پر انگوٹھے چومنا جائز ہے۔ اسی لئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نام محمد ﷺ پر انگوٹھے چومتے تھے۔

3)...... صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا مالک بنایا ہے اسی لئے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان جنت اور دوسری نعمتیں حضور ﷺ سے مانگتے تھے۔

4)...... صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ وصال کے بعد بھی زندہ ہیں اسی لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ بعد وصال میرے جنازہ کو مزار مصطفیٰ ﷺ کے باہر رکھ دینا اور عرض کرنا آقا ﷺ! آپکا ابو بکر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہے۔ اگر آقا ﷺ اجازت دیں تو دفنا دینا ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔

5)...... حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ تھا کہ اذان سے پہلے کچھ پڑھنے سے اذان میں اضافہ نہیں ہوتا اسلئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے پہلے قریش کیلئے دعا کرتے تھے۔

6)...... حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مزار مصطفیٰ ﷺ سے چمٹنا اور حضور ﷺ اور چاروں خلفائے راشدین کا شہداء بدر و اُحد کے مزارات پر حاضری دینا یہ ثابت کرتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ مزارات پر حاضری دینا جائز ہے۔

7)...... صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ملائکہ کا حضور ﷺ کے مزار پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا یہ ثابت کرتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا جائز ہے۔

8)...... حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیماری کے وقت بچوں کو حضور ﷺ کے بال مبارک پانی میں گھما کر پلانا یہ ثابت کرتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ تبرکات رسول ﷺ شفا کا باعث ہیں۔

9)...... حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، کا جنگ کے موقع پر "یا محمداہ" پکارنا یہ ثابت کرتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ تھا کہ مصیبت کے وقت سرکار ﷺ کو پکارنا جائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک پاؤں سن ہو گیا کسی نے مشورہ دیا کہ آپکو جس سے سب سے زیادہ محبت ہے اس کا نام پکاریں تو پاؤں درست ہو جائیگا تو آپ نے فوراً یا محمداہ پکارا تو اسی وقت آپکا پاؤں صحیح ہو گیا پتہ چلا کہ مشکل کے وقت المدد یا رسول اللہ کہنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کا

طریقہ رہا ہے۔

10)......نماز استسقاء کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا وسیلہ جائز ہے۔

یہی وہ اسلامی عقائد ہیں جن پر چودہ سو سال سے صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار اولیاء کرام اور علمائے حقہ کا عمل رہا ہے۔ انہی اسلامی عقائد پر جب الزامات کی بوچھاڑ ہوئی تو بریلی کی سرزمین پر امام اہلسنت امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلی علیہ الرحمۃ نے الزامات لگانے والوں کا قرآن وحدیث کی روشنی میں مقابلہ ومحاسبہ کیا اور یہی مسلک، مسلک حق ہے۔

الحمدللہ اہلسنت وجماعت سنی حنفی بریلوی مسلک وہ مسلک ہے جو اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک مانتا ہے، سرکار اعظم ﷺ سے سچا عشق اور سرکار اعظم ﷺ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کا بھی ادب کرتا ہے، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہلبیت اطہار اور اولیاء کرام سے سچی محبت رکھتا ہے۔

باقی سارے فرقے کہیں نہ کہیں مار کھاتے ہیں کوئی سرکار اعظم ﷺ کی شان میں بکواس کرتا ہے، کوئی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالیاں دیتا ہے، کوئی اہل بیت سے عداوت رکھتا ہے، کوئی منکر حدیث ہے، کوئی ختم نبوت کا انکار کرتا ہے، کوئی دین میں ملاوٹ کرتا ہے، کوئی اولیاء اللہ اور ان کے مزارات کو گالیاں دیتا ہے۔

الحمدللہ وہ تمام عقائد جو اہلسنت میں رائج ہیں ہم نے سب کو قرآن وحدیث اور فقہائے کرام کے اقوال سے ثابت کیا ہیں اور باطل فرقوں کے کفریہ عقائد کو انہی کی مستند کتابوں سے واضح کیا جسے کوئی نہیں جھٹلا سکتا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے ہمیں مسلک اہلسنت سنی حنفی (بریلوی) پر قائم رکھے اور اسی مسلک پر ایمان وعافیت کیساتھ موت عطا فرمائے تمام فتنوں اور کفریات سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆☆☆